مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

"روزہ سے تقویٰ مقصود ہے"

میں کہتا ہوں کہ صرف کھانا پانی چھوڑ دینا تو آسان ہے لیکن جب ایسا روزہ رکھئے گا جس میں جھوٹ نہ ہو، غیبت نہ ہو، لغو بات نہ ہو، بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں نہ ہوں تو مشکل پڑ جائیگی۔ چنانچہ بہت سے لوگ یہاں دنیا میں روزہ کی مشقت برداشت کر رہے ہیں۔ مہینہ بھر کا روزہ رکھ کر سوکھ کر کانٹا ہو جاتے ہیں مگر چونکہ اس کے ساتھ ساتھ غیبت، شکایت اور کذب اسی طرح کی بہت سی لایعنی باتوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اس لئے روزہ سے جو مقصود ہے یعنی تقویٰ وہ حاصل نہیں ہوتا تو آخرت میں ایسے روزہ کا بھلا کیا ثواب ملے گا افسوس کہ کھانے پینے سے محروم رہے اور ثواب بھی نہ ملا۔ اس سے بڑھ کر خسران کیا ہوگا۔ خسر الدنیا والاخرۃ

(مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہم)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹملناڈو

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۱۶)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) ترجمہ اذکار نماز

الحمدللّٰہ ربّ ''سب تعریفیں اللہ کیلئے خاص ہیں پالنے والا۔

(۲) نماز کی سنتیں

(۱۶) فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا یعنی دوسری رکعت پہلی سے پونی ہو یا آدھی۔

(۳) بڑے بڑے گناہ

جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں) (۱۶) کسی کے مال کا نقصان کرنا۔

(۴) گناہ کے نقصانات

جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۱۶) گناہ کرنے سے عقل میں فتور اور کمی آجاتی ہے بلکہ گناہ کرنا خود کم عقلی کی دلیل ہے کیونکہ اگر اس کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسے صاحبِ قدرت اور دونوں جہان کے مالک کی نافرمانی نہ کرتا اور گناہ کی ذرا سی لذت پر دنیا اور آخرت کے منافع کو ضائع نہ کرتا۔

(۵) طاعت کے فائدے

جو دنیا میں ملتے ہیں (۱۶) بعض نیکیوں میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر بیچنے والے اور خریدنے والے سچ بولیں اور اپنے مال کی حالت ظاہر کردیں تو دونوں کے لئے ان کے معاملہ میں برکت ہوتی ہے۔

ماهنامہ

دعوۃ الحق

جلد (۲)
رجب المرجب
۱۴۲۷ھ

شمارہ (۴)
اگست
۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ
ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مد ظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپے

سالانہ زرِ تعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع و ناشر حکیم وصی اللہ نے کرسنٹ اسکرینس بنگلور سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

اداریہ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلّیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

استقبال رمضان کا صحیح طریقہ

الحمدللہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے، اس کے دل میں رمضان المبارک کا ایک احترام اوراس کا تقدس ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس ماہ مبارک میں اللہ کی عبادت کچھ زیادہ کرے۔ اور کچھ نوافل زیادہ پڑھے۔ جو لوگ عام دنوں میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آنے سے کتراتے ہیں۔ وہ لوگ بھی تراویح جیسی لمبی نماز میں بھی روزانہ شریک ہوتے ہیں۔ یہ سب الحمدللہ اس ماہ کی برکت ہے کہ لوگ عبادت میں، نماز میں، ذکرواذکار اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے ہیں۔

لیکن ان سب نفلی نمازوں، نفلی عبادات، نفلی ذکرواذکار، اور نفلی تلاوت قرآن کریم سے زیادہ مقدم ایک اور چیز ہے۔ جس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس مہینے کو گناہوں سے پاک کرکے گزارنا کہ اس ماہ میں ہم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ اس مبارک مہینے میں آنکھ نہ بہکے، نظر غلط جگہ پر نہ پڑے، کان غلط چیز نہ سنیں، زبان سے کوئی غلط کلمہ نہ نکلے، اور اللہ تبارک کی معصیت سے مکمل اجتناب ہو، یہ مبارک مہینہ اگر اس طرح گزارلیا۔ پھر چاہے ایک نفلی رکعت نہ پڑھی ہو، اور تلاوت زیادہ نہ کی ہو، اور نہ ذکرواذکار کیا ہو، لیکن گناہوں سے بچتے ہوئے اللہ کی معصیت اور نافرمانی سے بچتے ہوئے یہ مہینہ گزاردیا تو آپ قابل مبارک باد ہیں۔ اور یہ مہینہ آپ کے لئے مبارک ہے۔ گیارہ مہینے تک ہر قسم کے کام میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور یہ اللہ تبارک کا

ایک مہینہ آرہا ہے۔ کم ازکم اس کو تو گناہوں سے پاک کرلو، اس میں تو اللہ کی نافرمانی نہ کرو، اس میں تو کم ازکم جھوٹ نہ بولو، اس میں تو غیبت نہ کرو، اس میں تو بدنگاہی کے اندر مبتلا نہ ہو، اس مبارک مہینے میں تو کانوں کو غلط جگہ پر استعمال نہ کرو، اس میں تو رشوت نہ کھاؤ، اس میں سود نہ کھاؤ، کم ازکم یہ ایک مہینہ اس طرح گزار لو۔

یہ کیسا روزہ ہوا؟

اس لئے کہ آپ روزے تو ماشاء اللہ بڑے ذوق وشوق سے رکھ رہے ہیں، لیکن روزے کے کیا معنی ہیں؟ روزے کے معنی یہ ہیں کہ کھانے سے اجتناب کرنا، پینے سے اجتناب اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے اجتناب کرنا، روزے میں ان تینوں چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں جو فی نفسہ حلال ہیں، کھانا حلال ہیں، پینا حلال اور جائز طریقے سے زوجین کا نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنا حلال، اب روزے کے دوران آپ ان حلال چیزوں سے تو پرہیز کررہے ہیں۔ نہ کھارہے ہیں۔ اور نہ پی رہے ہیں۔ لیکن جو چیزیں پہلے سے حرام تھیں، مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بدنگاہی کرنا، جو ہر حال میں حرام تھیں۔ روزے میں یہ سب چیزیں ہورہی ہیں۔ اب روزہ رکھا ہوا ہے۔ اور جھوٹ بول رہے ہیں۔ روزہ رکھا ہوا ہے اور غیبت کررہے ہیں۔ روزہ رکھا ہوا ہے۔ اور بدنگاہی کررہے ہیں، اور روزہ رکھا ہوا ہے۔ لیکن وقت پاس کرنے کے لئے گندی گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں، یہ کیا روزہ ہوا؟ کہ حلال چیز تو چھوڑ دی اور حرام چیز نہیں چھوڑی۔ اس لئے حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے تو مجھے اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس لئے جب جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا جو پہلے سے حرام تھا۔ تو کھانا چھوڑ کر اس نے کونسا بڑا عمل کیا۔　　(اصلاحی خطبات جلد اول)

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

چند صفاتِ الٰہیہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ط
حٰمٓ o تنزیل الکتٰب من اللّٰہ
العزیز العلیم o غافر الذنب
وقابل التوب شدید العقاب لا
ذی الطول ط لا الٰہ الا ھو ط
الیہ المصیر o ما یجادل فی
اٰیٰت اللّٰہ الا الذین کفروا فلا
یغررک تقلبھم فی البلاد o

حٰمٓ (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس (سب کو) جانا ہے پس قرآن مجید اور توحید کی حقیقت کا مقتضایہ ہے کہ اس میں انکار و جدال نہ کیا جاوے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں یعنی قرآن میں جو توحید پر بھی مشتمل ہے) وہی لوگ ناحق کے جھگڑے نکالتے ہیں جو اس کے منکر ہیں، اور اس انکار کا مقتضایہ ہے کہ ان کو سزا دیجاتی، لیکن عاجلا سزا نہ ہونا استدراج یعنی چند روزہ مہلت دینا ہے، سو ان لوگوں کا شہروں میں امن وامان سے دنیوی کاروبار کے لئے چلنا پھرنا آپ کو اشتباہ میں نہ ڈالے کہ اس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ اسی طرح سزا و عذاب سے بچے رہیں گے اور آرام سے رہیں گے اور آپ کے اس خطاب سے دوسروں کو سنانا مقصود ہے۔

سورۂ مؤمن کی خصوصیات اور فضائل وغیرہ

یہاں سے سورۂ احقاف تک سات سورتیں ــــ حٰمٓ سے شروع ہوتی ہیں ان کو آل حٰمٓ یا حوامیم کہا جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ آل حٰمٓ دیباج القرآن ہے (دیباج ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔ مراد اس سے زینت ہے)۔ اور مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ ان کو عرائس کہا جاتا ہے۔ یعنی دلہنیں۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک مغز اور خلاصہ ہوتا ہے۔ قرآن کا خلاصہ آل حٰمٓ ہیں یا فرمایا کہ حوامیم ہیں۔ یہ سب روایتیں امام عالم ابوعبید قاسم بن سلامؒ نے اپنی کتاب فضائل القرآن میں لکھی ہیں۔

اور حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ قرآن کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنے اہل وعیال کی رہائش کے لئے جگہ کی تلاش میں نکلا۔تو کسی ہرے بھرے میدان کو دیکھ کر خوش ہورہا ہے۔اچانک آگے بڑھا تو روضات ومثات یعنی ایسے باغات ملے جن کی زمین میں اُگانے کا مادہ سب سے زیادہ ہے ان کو دیکھ کر کہنے لگا میں تو بارش کی پہلی ہی ہریائی کو دیکھ کر تعجب کررہا تھا۔یہ تو اس سے بھی عجیب تر ہیں تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ پہلی ہریائی اور سرسبز کی مثال عام قرآن کی مثال ہے اور روضات ومثات کی مثال قرآن میں سے آل حٰمٓ کی مثال ہے۔اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب میں تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے آل حٰمٓ پر آجاتا ہوں تو گویا ان میں میری بڑی تفریح ہوتی ہے۔

ہر بلاء سے حفاظت

اور مسندِ بزّار میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہرہؓ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شروع دن میں آیۃ الکرسی اور سورۂ مؤمن (کی پہلی تین آیتیں حٰمٓ سے الیہ المصیر تک) پڑھ لیں۔وہ اس دن ہر برائی اور تکلیف سے محفوظ رہے گا۔اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔جس کی سند میں ایک راوی متکلم فیہ ہے۔

دشمن سے حفاظت

ابوداؤد وترمذی میں باسنادِ صحیح حضرت مہلب بن ابی صفرہؓ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ایسے شخص نے روایت کی کہ جس نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ (کسی جہاد کے موقع پر رات میں حفاظت کے لئے) فرمارہے تھے کہ اگر رات میں تم پر چھاپہ مارا جائے تو تم حٰمٓ لا یُنصرون پڑھ لینا جس کا حاصل لفظ حٰمٓ کے ساتھ یہ دعا کرنا ہے کہ ہمارا دشمن کامیاب نہ ہو۔اور بعض روایات میں حٰمٓ لا یُنصروا بغیر نون کے آیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب تم حٰمٓ کہو گے تو دشمن کامیاب نہ ہوگا۔اس سے معلوم ہوا کہ حٰمٓ دشمن سے حفاظت کا قلعہ ہے۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ کوفے کے علاقہ میں تھا۔ میں ایک باغ کے اندر چلا گیا کہ دو رکعت پڑھ لوں۔ میں نے نماز سے پہلے حٰمٓ المؤمن کی آیتیں الیہ المصیر تک پڑھیں، اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پیچھے ایک سفید خچر پر سوار کھڑا ہے۔ جس کے بدن پر یمنی کپڑے ہیں۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم غافر الذنب کہو تو اس کے ساتھ یہ دُعا کرو، یا غافر الذنب اغفرلی یعنی اے گناہوں کے معاف کرنے والے مجھے معاف کردے اور جب پڑھو قابل التوب تو یہ دعا کرو یا قابل التوب اقبل توبتی یعنی اے توبہ کے قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما پھر جب پڑھو شدید العقاب تو یہ دعا کرو یا شدید العقاب لا تعاقبنی یعنی اے سخت عقاب والے مجھے عذاب نہ دیجئے۔ اور جب ذی الطول پڑھو تو یہ دعا کرو یا ذاالطول طل علیّ بخیر۔ یعنی اے انعام واحسان کرنے والے مجھ پر انعام فرما۔

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ نصیحت اس سے سننے کے بعد جو اُدھر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا، میں اس کی تلاش میں باغ کے دروازے پر آیا۔ لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص یمنی لباس میں یہاں سے گذرا ہے، سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا۔ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ الیاس علیہ السلام تھے، دوسری روایت میں اس کا ذکر نہیں۔

ان آیات کی تاثیر اصلاح خلق میں اور فاروق اعظم کی ایک عظیم ہدایت مصلحین کے لئے

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ ایک اہلِ شام میں سے بڑا بارعب قوی آدمی تھا اور فاروق اعظمؓ کے پاس آیا کرتا تھا، کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو فاروق اعظمؓ نے لوگوں سے

اس کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں بدمست رہنے لگا۔ فاروق اعظمؓ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا کہ یہ خط لکھو۔

من عمربن الخطاب الی فلان بن فلان۔ سلام علیك فانی احمد الیك اللہ الذی لا الہ الاھو غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذاالطول لا الہ الاھو الیہ المصیر ـ

منجاب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں۔ سلام علیک، اس کے بعد میں تمہارے لئے اُس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ کو قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے، اور اس کی توبہ قبول فرمائے، فاروق اعظمؓ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کردی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک کہ وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے۔ جب اس کے پاس حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ پھر رونے لگا اور شراب خوری سے باز آگیا۔ تو ایسی توبہ کی کہ پھر اس کے پاس نہ گیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر نہ کرو اور اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کرلے۔ اور تم اس کے مقابلہ پر شیطان کے مددگار نہ بنو۔ یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر اور دین سے دُور کردو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی۔

تنبیہ

جو لوگ اصلاح خلق اور تبلیغ و دعوت کی خدمت انجام دینے والے ہیں ان کے لئے اس حکایت میں ایک عظیم الشان ہدایت ہے کہ جس شخص کی اصلاح مقصود ہو اس کے لئے خود بھی دعا کرو پھر نرم تدابیر سے اس کو درستی کی طرف لاؤ۔ اشتعال انگیزی نہ کرو کہ اس سے اس کو نفع نہیں پہنچے گا بلکہ شیطان کی امداد ہوگی اور اس کو اور زیادہ گمراہی میں مبتلا کردے گا۔ (آگے آیت کی تفسیر دیکھئے)۔

حٰمٓ۔ بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے مگر ائمہ متقدمین کے نزدیک یہ حروف مقطعات سب متشابہات میں سے ہیں جن کے معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک راز ہیں۔

غافر الذنب وقابل التوب ۔ غافر الذنب کے لفظی معنی ہیں گناہ پر پردہ ڈالنے والا، اور قابل التوب کے معنی توبہ قبول کرنے والا، یہ دو لفظ الگ الگ لائے گئے اگرچہ مفہوم دونوں کا تقریباً ایک معلوم ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ غافر الذنب میں اشارہ اس طرف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس پر بھی قدرت ہے کہ کسی بندہ کا گناہ بغیر توبہ کے بھی معاف کردے اور توبہ کرنے والوں کو معافی دینا دوسرا وصف ہے۔

ذی الطول ۔ طَول کے لفظی معنی وسعت وغنا کے ہیں اور قدرت کے معنی میں بھی آتا ہے فضل واحسان کے معنی بھی ہیں۔

مایجادل فی اٰیٰت اللّٰہ الا الذین کفروا۔ اس آیت نے جدال فی القرآن کو کفر قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان جدالا فی القراٰن کفر یعنی بعض جدال قرآن میں کفر ہوتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کی آواز سنی جو کسی آیت قرآن کے متعلق جھگڑ رہے تھے آپ غضبناک ہو کر باہر تشریف لائے کہ آپ کے چہرہ مبارک سے غصہ کے آثار محسوس ہو رہے تھے اور فرمایا کہ تم سے پہلی اُمتیں اسی سے ہلاک ہوئیں کہ وہ اللہ کی کتاب میں جدال کرنے لگی تھیں۔

یہ جدال جس کو قرآن وحدیث نے کفر قرار دیا اس سے مراد قرآنی آیات پر طعن کرنا اور فضول قسم کے شبہات نکال کر اس میں جھگڑا ڈالنا ہے یا کسی آیت قرآنی کے ایسے معنی بیان کرنا جو دوسری آیات قرآن اور نصوص سنت کے خلاف ہوں جو تحریف قرآن کے درجہ میں ہے ورنہ کسی مبہم یا مجمل کلام کی تحقیق یا مشکل کلام کا حل تلاش کرنا یا کسی آیت سے احکام ومسائل کے استنباط میں باہم بحث وتحقیق کرنا اس میں داخل نہیں بلکہ وہ تو بڑا ثواب ہے۔

فلا یغررك تقلبهم فی البلاد۔ کفار قریش سردی میں یمن کا اور گرمی میں ملک شام کا تجارتی سفر کرتے تھے اور حرم بیت اللہ کی خدمت کی وجہ سے ان کا سارے عرب میں احترام تھا۔ اس لئے اپنے سفروں میں محفوظ رہتے اور تجارتی منافع حاصل کرتے تھے۔ اسی سے ان کی مالداری اور ریاست قائم تھی اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کے باوجود ان کی یہ صورت قائم رہنا ان کے لئے فخر وغرور کا سبب تھا۔ کہ اگر ہم اللہ کے نزدیک مجرم ہوتے تو یہ نعمتیں سلب ہو جاتیں اس سے کچھ مسلمانوں کو بھی شبہات پیدا ہونے کا امکان تھا۔ اس لئے اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت ومصلحت سے ان کو یہ چند روزہ مہلت دے رکھی ہے، اس سے آپ یا مسلمان کسی دھوکہ میں نہ پڑیں۔ چند روزہ مہلت کے بعد ان پر عذاب آنے والا ہے اور یہ ریاست فنا ہونے والی ہے جس کی ابتدا غزوۂ بدر سے ہوئی اور فتح مکہ تک چھ سال کے اندر اس کا پوری طرح ظہور ہوگیا۔

(معارف القرآن جلد:۷)

اعتذار:۔

دعوۃ الحق بابت ماہ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ صفحہ:۲۱ میں مضمون ''دعوت الی اللہ کے پیغمبرانہ آداب'' کو غلطی سے ہم نے حضرت اقدس محی السنہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ کے نام نامی کے ساتھ منسوب کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ مضمون حیاتِ ابرار سے لیا گیا تو ہے مگر حضرت قدس سرہٗ کا نہیں۔ شاید مؤلف زید مجدھم اس کے محرر ہیں۔ (ادارہ)

درسِ حدیث

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ

فضائل قرآن

عن ابی ذر قال قال رسول الله ﷺ انکم لاترجعون الی الله بشیءٍ افضل مما خرج منه یعنی القرآن۔

ابوذر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرسکتے جو خود حق سبحانہٗ سے نکلی ہے۔یعنی کلام پاک۔

متعدد روایات سے یہ مضمون ثابت ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے دربار میں کلام پاک سے بڑھ کر تقرب کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا کہ سب سے بہتر چیز جس سے آپ کے دربار میں تقرب ہو کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ احمد میرا کلام ہے میں نے عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے۔ارشاد ہوا کہ سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے،دونوں طرح موجب تقرب ہے اس حدیث شریف کی توضیح اور تلاوتِ کلام پاک کا سب سے بہتر طریقہ تقرب ہونے کی تشریح حضرت اقدس بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نوراللہ مرقدہٗ کی تفسیر سے مستنبط ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سلوک الی اللہ یعنی مرتبہ احسان حق سبحانہٗ وتقدس کی حضوری کا نام ہے جو تین طریقوں سے حاصل ہوسکتی ہے۔اول تصور جس کو عرف شرع میں تفکر وتدبّر سے تعبیر کرتے ہیں اور صوفیہ کے یہاں مراقبہ سے دوسرا ذکر لسانی اور تیسرا تلاوتِ کلام پاک۔سب سے اول طریقہ بھی چونکہ ذکر قلبی ہے اس لئے دراصل طریقے دو ہی ہیں۔اول ذکر عام ہے کہ زبانی ہو یا قلبی،دوسرے تلاوت سو جس لفظ کا اطلاق حق سبحانہٗ وتقدس پر ہوگا اور اس کو بار بار دہرایا جاویگا جو ذکر کا حاصل ہے تو مدرکہ کے اس ذات کی طرف توجہ اور التفات کا سبب

ہوگا اور گویا وہ ذات مستحضر ہوگی اور استحضار کے دوام کا نام معیت ہے جس کو اس حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها الحدیث۔ (حق سبحانہٗ وتقدس کا ارشاد ہے کہ بندہ نفل عبادتوں کے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں بھی اس کو محبوب بنالیتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے) یعنی جب کہ بندہ کثرتِ عبادت سے حق تعالیٰ شانہٗ کا مقرب بن جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اعضاء کے محافظ بن جاتے ہیں اور آنکھ کان وغیرہ سب مرضی آقا کے تابع ہو جاتے ہیں اور نفل عبادات کی کثرت اس لئے ارشاد فرمائی کہ فرائض متعینہ ہیں جن میں کثرت نہیں ہوتی اور اس کے لئے ضرورت ہے دوام استحضار کی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا لیکن تقرب کا یہ طریقہ صرف اسی محبوب کی پاک ذات کے لئے ہے، اگر کوئی چاہے کہ کسی دوسرے کے نام کی تسبیح پڑھ کر اس سے تقرب حاصل کرلے تو یہ ممکن نہیں، اس وجہ سے کہ اس قسم کے تقرب میں جس کی طرف تقرب ہو اس میں دو بات کا پایا جانا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس کا علم محیط ہو ذاکرین کے قلبی اور زبانی اذکار کو اگر چہ وہ مختلف زمانوں اور مختلف اوقات میں ذکر کریں، دوسرے یہ کہ ذکر کرنے والے کے مدرکہ میں تجلی اور اس کے پَر تو دینے کی قدرت ہو جس کو عرف میں دُنو اور تدلّی نزول اور قرب سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں چونکہ اسی مطلب میں پائی جاتی ہیں اس لئے طریق بالا سے تقرب بھی اسی پاک ذات سے حاصل ہوسکتا ہے اور اسی کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے من تقرب الی شبراً تقربت الیه ذراعاً الحدیث۔ (جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ آتا ہے میں اس کی

طرف ایک باع آتا ہوں) یعنی دونوں ہاتھوں کی لمبائی کے بقدر اور جو شخص میری طرف معمولی رفتار سے آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ یہ سب تشبیہات سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ حق سبحانہ' وتقدس چلنا پھرنا وغیرہ سب سے مبرا ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ حق سبحانہ' وتقدس اپنے یاد کرنے اور ڈھونڈنے والوں کی طرف ان کی طلب اور سعی سے زیادہ توجہ اور نزول فرماتے ہیں، اور کیوں نہ فرمادیں کہ کریم کے کرم کا مقتضاء یہی ہے پس جب کہ یاد کرنے والوں کی طرف سے یاد کرنے میں دوام ہوتا ہے تو پاک آقا کی طرف سے توجہ اور نزول میں دوام ہوتا ہے، کلام الٰہی چونکہ سراسر ذکر ہے اور اس کی کوئی آیت ذکر وتوجہ الی اللہ سے خالی نہیں اس لئے یہی بات اس میں بھی پائی جاتی ہے، مگر اس میں ایک خصوصیت زیادہ ہے، جو زیادتی تقرب کا سبب ہے وہ یہ کہ ہر کلام متکلم کی صفات واثرات اپنے اندر لئے ہوئے ہوا کرتا ہے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ فساق وفجار کے اشعار کا ورد رکھنے سے اس کے اثرات پائے جاتے ہیں اور اتقیا کے اشعار سے ان کے ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے منطق فلسفہ میں غلو سے نخوت تکبر پیدا ہوتا ہے اور حدیث کی کثرت مزاولت سے تواضع پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی اور انگریزی نفس زبان ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ لیکن مصنفین جن کی کتب پڑھائی جاتی ہیں ان کے اختلاف اثرات سے ثمرات میں بھی اختلاف ہوتا ہے بالجملہ چونکہ کلام میں ہمیشہ متکلم کے تاثرات پائے جاتے ہیں، اس لئے کلام الٰہی کے تکرار ورد سے اس کے متکلم کے اثرات بھی پیدا ہونا اور ان سے طبعاً مناسبت پیدا ہو جانا یقینی ہے نیز ہر مصنف کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کی تالیف کا اہتمام کیا کرتا ہے تو فطرتاً اس کی طرف التفات اور توجہ ہوا کرتی ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ' کے کلام کا ورد رکھنے والے کی طرف حق سبحانہ' وتقدس کی زیادتی توجہ بھی بدیہی اور یقینی ہے جو زیادتی قرب کا سبب ہوتی ہے۔ آقائے کریم اپنے کرم سے مجھے بھی اس لطف سے نوازیں اور تمہیں بھی۔

انس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا
ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے لئے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص
گھر کے لوگ ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا
کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص۔

قرآن والے وہ لوگ ہیں جو ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہوں اس کی ساتھ خصوصیت رکھتے ہوں ان کا اللہ کے اہل اور خواص ہونا ظاہر ہے اور گذشتہ مضمون سے واضح ہوگیا کہ جب یہ ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہیں تو الطافِ باری بھی ہر وقت ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور جو لوگ ہر وقت کے پاس رہنے والے ہوتے ہیں وہ اہل اور خواص ہوتے ہی ہیں، کس قدر بڑی فضیلت ہے کہ ذرا سی محنت ومشقت سے اللہ والے بنتے ہیں، اللہ کے اہل شمار کئے جاتے ہیں اور اس کے خواص ہونے کا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔

دنیوی دربار میں صرف داخلہ کی اجازت کیلئے ممبروں میں صرف شمول کیلئے کس قدر جانی اور مالی قربانی کی جاتی، ووٹروں کے سامنے خوشامد کرنی پڑتی ہے، ذلتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور اس سب کو کام سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن شریف کی محنت کو بیکار سمجھا جاتا ہے، ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا ہے کہ حق سبحانہٗ اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں
فرماتے جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلام
الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔

پہلے معلوم ہوچکا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے کلام کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماتے ہیں پڑھنے والوں میں انبیاء چونکہ آدابِ تلاوت کو بکمالہٖ ادا کرتے ہیں اس لئے ان کی طرف اور زیادہ توجہ ہونا بھی ظاہر ہے پھر جب کہ حُسنِ آواز اس کے ساتھ مل جاوے تو سونے پر سُہاگہ ہے جتنی بھی توجہ ہو ظاہر ہے اور انبیاء کے بعد الافضل فالافضل حسب حیثیت پڑھنے والے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

(فضائل اعمال جلد اول)

انوارِ سنت

شیخ الاسلام حضرت مولانا حکیم محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

نمازیں

سنت کے مطابق پڑھئے

نماز شروع کرنے سے پہلے

یہ باتیں یاد رکھئے اور ان پر عمل کا اطمینان کر لیجئے، آپ کا رخ قبلے کی طرف ہونا ضروری ہے، آپ کو سیدھے کھڑے ہونا چاہئے اور آپ کی نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہئے، گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگا لینا بھی مکروہ ہے اور بلا وجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں۔ اس طرح سیدھے کھڑے ہوں کہ نظر سجدے کی جگہ پر رہے، آپ کے پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلے کی جانب ہے اور دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ ہیں۔ (پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلاف سنت ہے) دونوں پاؤں قبلہ رخ ہونے چاہئیں۔

دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ اگر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ کی صف سیدھی رہے، صف سیدھی کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی دونوں ایڑھیوں کے آخری سرے صف یا اس کے نشان کے آخری کنارے پر رکھے۔

جماعت کی صورت میں اس بات کا بھی اطمینان کر لیں کہ دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کے بازوؤں کے ساتھ آپ کے بازو ملے ہوئے ہیں اور بیچ میں کوئی خلا نہیں ہے، پاجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہر حالت میں ناجائز ہے، ظاہر ہے نماز میں اسکی شناعت اور بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اس کا

اطمینان کرلیں کہ پاجامہ ٹخنے سے اونچا ہے۔ہاتھ کی آستینیں پوری طرح ڈھکی ہوئی ہونی چاہئیں، صرف ہاتھ کھلے رہیں بعض لوگ آستینیں چڑھا کر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ایسے کپڑے پہن کر نماز میں کھڑے ہونا مکروہ ہے جنہیں پہن کر انسان لوگوں کے سامنے نہ جاتا ہو۔

نماز شروع کرتے وقت

۱۔ دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

۲۔ ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لَو سے یا تو بالکل مل جائیں، یا اس کے برابر آجائیں اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں، بعض لوگ ہتھیلیوں کا رُخ قبلے کی طرف کرنے کے بجائے کانوں کی طرف کرلیتے ہیں۔ بعض لوگ کانوں کو ہاتھوں سے بالکل ڈھک لیتے ہیں۔ بعض لوگ ہاتھ پوری طرح کانوں تک اٹھائے بغیر ہلکا اشارہ سا کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ کان کی لَو کو ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں۔ یہ سب طریقے غلط اور خلافِ سنت ہیں۔ انکو چھوڑنا چاہئے۔

۳۔ مذکورہ بالا طریقے پر ہاتھ اٹھاتے وقت اللّٰہ اکبر کہیں۔ پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں پہونچے کے گرد حلقہ بنا کر اسے پکڑ لیں اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح پھیلا دیں کہ تینوں انگلیوں کا رُخ کہنی کی طرف رہے۔

۴۔ دونوں ہاتھوں کو ناف سے ذرا سا نیچے رکھ کر مذکورہ بالا طریقے سے باندھ لیں۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے)

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

ارشاد فرمایاکہ لڑکوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے اور لڑکیوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہی نہیں ہوتی لیکن معاملہ کیا ہے کہ والدین لڑکوں کی آستین پوری بناتے ہیں اور لڑکیوں کی کہنی بھی کھلی رکھتے ہیں کیا حال ہے افسوس کا مقام ہے اسی طرح لڑکا ننگے سر نماز پڑھے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور لڑکی ننگے سر نماز پڑھے تو نماز ہی نہ ہوگی مگر والدین کا کیا حال ہے کہ لڑکے سر پر موٹی موٹی ٹوپی اور لڑکی کے سر پر باریک دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی صاف نظر آتی ہے اور اب تو یہ دوپٹہ بھی غائب ہو رہا ہے۔ رُبَّ کاسیاتٍ عاریات اب تو ایسا باریک لباس لڑکیوں کا ہو رہا ہے کہ نام لباس کا ہے مگر درحقیقت ننگی ہیں افسوس کا مقام ہے۔

ارشاد فرمایاکہ بعض لوگ قرآن وحدیث کو اپنی رائے سے سمجھتے ہیں یہ غلط ہے ہر کلام کے مختلف پہلو ہوتے ہیں جو صرف لغت سے مفہوم نہیں ہوتے مثلاً ایک شاعر کا قول ہے۔

خاط لی عمر قباء   یا لیت عینیه سواء

ترجمہ عمر نے میرے واسطے قبا سی اے کاش اس کی دونوں آنکھیں برابر ہو جاویں۔ اور عمر کانا تھا صرف ایک آنکھ صحیح تھی اب اس شعر کے دو معنی ہیں اگر شاعر نے خوش ہو کر کہا تو ترجمہ یہ ہوگا کہ کاش اس کی خراب والی آنکھ بھی اچھی ہو جائے اور اگر غصہ میں تھا، ناراض تھا تو ترجمہ یہ ہوا کہ دوسری آنکھ جو تندرست ہے وہ بھی خراب ہو جائے۔ اب آپ بتلائیے کہ یہاں ایک معنی متعین کرنے کے لئے

کیا عقل یا لغت کافی ہوسکتی ہے ہر گز نہیں۔اب شاعر کے دوستوں کو تلاش کرنا پڑے گا کہ جب اس نے یہ شعر کہا تھا تو اس کے چہرے کا کیا رنگ تھا غضب طاری تھا یا خوشی طاری تھی یہ تو ایک شاعر کے کلام کا حال ہے اسی طرح رسول رب العالمین کے کلام کو سمجھنے کے لئے آپ کے صحابہؓ کی ہمیں ضرورت اور احتیاج ہوگی جو انہوں نے سمجھا ہوگا وہی صحیح ہوگا کیونکہ ان کے سامنے صاحب کلام ﷺ کا چہرۂ انور بھی ہوتا تھا اور تمام سیاق و سباق سامنے ہوتا تھا۔جس طرح ایک شاعر کے کلام کے معنی کو متعین کرنے کے لئے نہ عقل کافی ہے نہ لغت کافی اسی طرح حدیث پاک کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے بھی عقل ولغت کافی نہیں۔

اسی طرح اردو کا ایک جملہ ہے ''روکو مت جانے دو'' اب اس جملہ کا مطلب بولنے والے کے لب ولہجے سے سمجھ میں آئے گا اگر اس نے روکو پر وقف کیا اور پھر کہا مت جانے دو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ روک لو اور اگر روکو مت پر وقف کیا اور جانے دو پھر کہا تو مطلب یہ ہوگا کہ جانے دو۔تو حضرات صحابہؓ کے سامنے رسول اکرم ﷺ کا لب ولہجہ بھی تھا اب افسوس کہ عقل اور لغت کے غلام احادیث پاک کا مفہوم سمجھنے میں حضرات صحابہؓ کی ضرورت نہ سمجھنے سے خود بھی گمراہ ہورہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کررہے ہیں۔

حضرات صحابہؓ کی طرف رجوع کرنا اپنی جدّت پسندی کی توہین سمجھتے ہیں حالانکہ ہر پرانی چیز خراب نہیں ہوتی ؎

پرانے چاولوں کو پا نہیں سکتے نئے چاول
پکالوؤں سے خشکہ پک نہیں سکتی ہے بریانی

ارشاد فرمایاکه نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔ان الحسنات یذھبن السیئات لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔کبائر مراد نہیں۔

ارشاد فرمایاکه ایک بار وقت کم تھا ایک صاحب اصرار کررہے تھے کہ ناشتہ کرلیجئے۔ احقر نے کہا اچھا صرف چائے پلادیجئے اب دسترخوان پر تمام تکلفات اور انواع واقسام کے اشیاء

موجود احقر نے صرف چائے پی اور فوراً جہاں کا نظم سفر تھا اٹھ کھڑا ہوا اور سواری پر بیٹھ گیا۔ اب اگر میں کچھ اور بھی چیزیں کھالیتا تو میزبان کے قلب پر کیا اثر ہوتا یہی کہ ارے بھائے یہ مولانا لوگ صرف چائے کو محض زبان سے کہا تھا اور کھا گئے سب۔ چھوڑا کچھ بھی نہیں علماء کا وقار انھیں وجوہ سے عوام میں گرتا چلا جا رہا ہے۔ میرے اس عمل سے محو حیرت ہو گئے۔

ارشاد فرمایاکه بھائی وعظ تو ختم ہو گیا اب رہ گیا مسئلہ مصافحہ کا مصافحہ مستحب اور سنت اور ایذاء مسلم حرام۔ پس اگر کسی نے دھکا دیا کسی کو تو میں کسی سے بھی مصافحہ نہ کروں گا۔ قطار بنالیجئے داہنی طرف سے آ کر مصافحہ کر کے بائیں طرف سے نکلتے جائیے۔ بچوں کو مقدم کیجئے پھر بوڑھوں کو مقدم کیجئے اور دیر ہونے سے نہ گھبرائیے چند منٹ کی تاخیر ہوگی اور اعتکاف کی نیت سے اس تاخیر میں ثواب بھی ہوگا۔

ارشاد فرمایاکه احقر جب کسی دینی درسگاہ کے معائنہ کے لئے حاضر ہوتا ہے اور وہاں کچھ گذارش کرنی ہوتی ہے تو تمام بچوں کو اپنے پاس بٹھاتا ہوں کیونکہ میں خود چھوٹا ہوں مجھے چھوٹوں سے مناسبت ہے اور بچوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں مثلاً پچاس بچے ہیں تو ۲۵ بچوں کو اپنے داہنے منبر کے پاس تین تین کی صف لگا کر بٹھا دیتا ہوں اسی طرح ۲۵ کو بائیں طرف اور اس میں قدوار بٹھاتا ہوں طویل قد والوں پیچھے بٹھاہوں۔ اس کے بعد جملہ بالغین سامعین کو ان کے پیچھے بٹھاتا ہوں اس میں دو بڑی مصلحت ہوتی ہیں۔

(۱) پیچھے چھوٹے بچے جو شرارت یا بات چیت کرتے ہیں وہ سب ختم۔

(۲) دوسرے یہ ان کو مقرر کو دیکھنے کے لئے اُچکنا نہیں پڑتا۔

اور اپنے یہاں مسجد میں ایک چھوٹی چوکی رکھی ہوئی ہے کیونکہ منبر پر اکثر بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے چوکی پر بے تکلف آرام سے بیٹھ کر وعظ کہنے میں راحت رہتی ہے۔ (مجالس ابرار)



فکر عاقبت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علیؒ تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

ایک تو یہ کہ ہم میں اکثر تو دین ہی کی خبر نہیں ان کا تو یہ مذہب ہے کہ۔

اب تو آرام سے گذرتی ہے　　　　عاقبت کی خبر خدا جانے

کیوں صاحب اگر کوئی شخص آپ کو زہر بھرا لڈو لا کر دے تو کیا اسے اپنے قول کے موافق وہاں بھی عمل کرو گے کہ کل کے دن کیا خبر کیا گزرے اب تو لڈو کھانے کو ملتا ہے یا کہ اس کے انجام بد پر نظر کر کے اس کو ترک کر دو گے۔ تو کیا قیامت آپ کے نزدیک کل سے کچھ زیادہ دور ہے۔ صاحبو! کل کے چار بجے تک تو ۲۴ گھنٹے یقین ہیں اور قیامت کے متعلق تو ۲۴ منٹ کی بھی خبر نہیں۔ اس لئے کہ شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود۔ موت کا کوئی مقرر اور معین وقت نہیں۔ لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ ابھی تو ہم جوان ہیں صاحبو! لوگوں کو اس طرح موت آگئی ہے کہ خود ان کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ اب ہم مر جائیں گے۔ کانپور میں ایک صاحب گھر میں آئے کھانا مانگا ماما کھانا اتار کر لائی دیکھا تو آقا صاحب ختم ہو چکے۔ غرض موت کا کوئی قاعدہ اور وقت مقرر نہیں ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض آپ سو برس کے بھی ہو گئے تو کیا ہوگا۔ وہ سو برس بھی جب گذر جائیں گے تو ایک دن کے برابر بھی نہیں معلوم ہوں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے جن کی عمر قریب ڈیڑھ ہزار برس کے ہوئی حضرت عزرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا جیسا دو دروازے والا ایک گھر ہو کہ ایک دروازے سے داخل ہوا اور گذرتا ہوا دوسرے دروازے سے نکل جائے اور اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو یوں سمجھو کہ آپ کی عمر کے مثلاً چالیس چالیس پچاس پچاس برس گزر گئے ہیں مگر غور کر کے دیکھو کہ یہ اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا جیسے آئندہ کل کا دن۔ تو موت کو مدید اور بعید سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ جب وہ آئیں گی تو یہ حالت ہوگی جیسے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین ○ قالوا لبثنا یوما او بعض یوم فسئل العادین ○ خیال تو کیجئے اتنی بڑی بڑی عمریں اور جب پوچھا جائے گا تو ایک دن سے بھی کم معلوم

ہوں گی تو جب یہ حالت ہے تو پھر کاہے پر ادھار کھائے ہوئے بیٹھے ہو۔ صاحبو! جس وقت ڈاکو ڈاکہ ڈالتا ہے تو جیل خانہ کو بہت بعید سمجھتا ہے لیکن جب سزا کا وقت آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ فریب تھا۔ تو یہ کہنا کہ ابتو آرام سے گذرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے کتنی بڑی غلطی کی بات ہے۔ حضرت خدا تعالیٰ تو جانتا ہی ہے عاقبت کی خبر لیکن جس کو خدا بتلا دے وہ بھی جانتا ہے اگر کوئی مریض کہے کہ طبیب جانے کہ اس غذا میں کیا نقصان ہے تو اس سے کیا کہو گے یہی کہ بھائی طبیب تو بیشک جانتا ہے لیکن جب اس نے تمہیں بتلا دیا تو اب تو تم بھی جانتے ہو۔ اسی طرح عاقبت کی حالت جب خدا تعالیٰ نے تم کو بتلا دی تو تم بھی تو جان گئے پھر غفلت اور جرأت کیسی۔

مراقبہ موت

اور بہت لوگ جو دنیا کے پیچھے پڑے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ موت اور عاقبت کو بھول گئے ہیں اسی لئے حدیث میں آیا ہے اکثروا ذکر ھاذم اللذات الموت ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس مراقبہ کا دوام کرلے اور سوتے وقت اس طرح غور کرے کہ مرنے کے بعد یہ خدم و حشم سب چھوٹ جائے گا اور میں اکیلا رہ جاؤں گا اور صرف باز پرس رہ جائے گی اور سوچے کہ حضرت سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر ہزار تلوار لگیں تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی جان کے نکلنے میں ہوتی ہے اور ظاہر بھی ہے کہ ذرا بدن کا ایک رواں توڑ کر دیکھئے، تو کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ تو جب فرشتہ پوری جان نکالے گا اس وقت کیا عالم ہوگا اسی طرح سوچو کہ حشر و نشر کے وقت کیا حالت ہوگی۔ جب اس طرح سوچو گے تو دنیا سے دل سرد ہو جائے گا میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تم تجارت، زراعت کو چھوڑ دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے کسی کام میں دل نہ لگاؤ ایک قطعہ مجھے اس مضمون کے مناسب ایک ناصح کا یاد آیا فرماتے ہیں۔

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملک روس اور کیا سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجئے زندگی
اس طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہو مئے گلگوں کا دور
شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

یہ تو ہوس کا فتوے کا تھا آگے کہتے ہیں

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے — چل دکھاؤں تو جو قید آز کا محبوس ہے

اور کیا تماشا دکھلایا کہ۔

لے گئی یکبارگی گور غریباں کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ وحشمت دنیا سے آج
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت وافسوس ہے

(مفاسد گناہ)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا ماہانہ اجتماع عصر تا فجر بتاریخ ۲۵ ر رجب المرجب ۱۴۲۶ھ بمطابق 20-08-2006 بروز اتوار بمقام موتی مسجد پرنام بٹ۔ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ◈ ایک سنت بتانا ◈ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ◈ آداب گشت ◈ بعدہٗ گشت ◈ تعلیم تسہیل قصد السبیل ◈ چائے ◈ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ◈ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ◈ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ◈ بعدہٗ دعا ◈ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ◈ سونے کی سنتیں ◈ نماز کی عملی مشق ◈ مراقبۂ موت ◈ دعا ◈ بعدہٗ قیام شب ◈ نماز تہجد (انفرادی) ◈ معمولات (انفرادی) ◈ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام احباب سے اس اجلاس میں حسبِ موقع شرکت اور کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سیرت خاصان حق

حضرت عبداللہ ابن مبارک کی سخاوت

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے نزدیک علمِ دین کو دولت کمانے کا ذریعہ بنانا جائز نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے تجارت کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا تھا۔ وہ عموماً خراسان سے قیمتی سامان لاتے اور حجاز میں فروخت کرتے تھے۔ اللہ نے تجارت میں خوب برکت دی تھی لاکھوں ہی کماتے تھے اور لاکھوں ہی رضائے الٰہی کی خاطر کارہائے خیر میں صرف کرتے تھے۔ ان کی تجارت کا مقصد سرمایہ دار بن کر اپنی ذات کے لئے سامانِ عیش وراحت جمع کرنا نہیں تھا بلکہ اس ذریعے سے ایک تو وہ اپنی معیشت میں دوسروں کی دست نگری سے بے نیاز ہونا چاہتے تھے اور دوسرے مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا چاہتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے شاگرد حضرت فضیل بن عیاضؒ نے پوچھا، حضرت آپ ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ دنیا میں دل نہ لگاؤ اور آخرت کی فکر کرو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ خود خراسان سے بیش قیمت سامانِ تجارت لاتے ہیں اور اسے بلد الحرام میں فروخت کرتے ہیں؟ فرمایا:

> ”اے ابوعلی یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ مصائب سے بچ سکوں اور اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرسکوں اور اس کی مدد سے اللہ کی اطاعت زیادہ سے زیادہ کروں اور اللہ کی طرف سے اپنوں پرایوں کے جو حقوق مجھ پر عائد ہوتے ہیں ان کی طرف سبقت کرکے اچھی طرح ادا کرسکوں۔“

ایک اور موقع پر حضرت فضیلؒ سے فرمایا: ”اگر تم اور تمہارے ساتھی نہ ہوتے تو میں تجارت کا کھکھیڑ نہ اٹھاتا۔“

حضرت ابن المبارکؒ کی آمدنی کے مصارف کی بڑی بڑی مدیں یہ تھیں۔

ا۔مہمان نوازی:

دستر خوان بہت وسیع تھا، سفر میں ہوں یا حضر میں مہمان نوازی کا خاص التزام تھا۔ دوست احباب ہوں یا اعزہ واقارب، فقراء ہوں یا اُمراء، پڑوسی ہوں یا اجنبی، مسافر ہوں یا مقامی، ان کے دستر خوان پر سب کو دعوتِ عام تھی، کم از کم دو بچھڑوں کا گوشت روزانہ مہمان نوازی میں خرچ ہوتا تھا۔ مرغیوں اور بکریوں کا گوشت بھی پکتا تھا۔ ابواسحٰق طالقانیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سفر کررہے تھے تو ان کے ساتھ دو اونٹنیوں پر بھنی ہوئی مرغیاں لدی ہوئی تھیں۔ یہ ان مسافروں کے لئے تھیں جو ان کے ہم سفر تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ سفر میں ان کے دستر خوان کا سامان ایک یا دو گاڑیوں پر لادا جاتا تھا۔

اگر کوئی چیز کھانے کو دل چاہتا تو تنہا کبھی نہ کھاتے۔ کسی نہ کسی مہمان یا مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول کرتے اور فرمایا کرتے کہ مہمان کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے آخرت میں اس کا محاسبہ نہیں ہوگا۔

خود روزے کثرت سے رکھتے تھے لیکن اپنے ساتھیوں کو فالودہ اور حلوا بنوا کر کھلایا کرتے تھے۔

۲۔علماء اور طلبہ کی اعانت:

علماء اور طلبہ کی اعانت کے لئے ابن المبارکؒ اپنا مال بے دریغ لٹاتے رہتے تھے۔ اس معاملے میں ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ علماء اور طلبہ کو فکرِ معاش سے آزاد کردیا جائے تاکہ یکسوئی سے اشاعتِ علم اور تحصیلِ علم کرسکیں۔ وہ ایسے علماء اور طلبہ کی ڈھونڈ ڈھونڈ کر مدد کرتے تھے جو معاشی لحاظ سے پریشان حال ہوتے۔ اس مقصد کے لئے وہ جتنا روپیہ اپنے شہر کے علماء وطلبہ پر خرچ کرتے تھے اس سے کہیں زیادہ مال دوسرے شہروں کے علماء وطلبہ میں تقسیم کرتے تھے۔ خطیب بغدادیؒ نے حبان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ بعض لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ آپ اپنے اہلِ شہر پر اتنا مال تقسیم نہیں کرتے جتنا دوسرے شہروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا:

''جن علماء وطلبہ پر میں اپنا مال خرچ کرتا ہوں، میں ان کے علم وفضل اور صدق ودیانت سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ لوگ علمِ دین کی اشاعت وطلب میں لگے ہوئے ہیں۔ آخر ان کی ذاتی (خانگی) ضرورتیں بھی تو وہی ہیں جو دوسرے لوگوں کی ہیں۔ اگر یہ لوگ بھی اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے میں لگ جائیں تو علم ضائع ہوجائے گا۔ اگر ہم نے انہیں فکرِ معاش سے بے نیاز کردیا تو یہ یکسوئی کے ساتھ علم کی اشاعت کریں گے اور میرے نزدیک نبوت کے ختم ہونے کے بعد علم کی اشاعت سے افضل دوسرا کوئی کام نہیں ہے۔''

ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ اہل علم (یعنی طالبین علم) کی ایک جماعت لوگوں سے اموالِ زکوٰۃ لیتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر ہم کیا کریں۔ اگر ہم ان کو اس سے منع کردیں تو وہ طلبِ علم سے رک جائیں گے جب کہ معاش کا کوئی ذریعہ ان کے پاس نہیں ہے اور اگر ہم ان کو اس کے لئے اجازت دے دیں تو وہ یکسوئی کے ساتھ حصولِ علم میں لگے رہیں گے اور یہ کام دوسرے سب کاموں سے افضل ہے۔

۳۔ حجّاج کی امداد:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا معمول تھا کہ جب حج کے لئے روانہ ہونے لگتے تو اپنے تمام رفقائے سفر سے فرماتے کہ تم لوگ اپنا اپنا سفر خرچ میرے پاس جمع کرادو۔ جب وہ اپنی رقمیں ان کے حوالے کردیتے تو وہ ہر ایک کی رقم کو الگ الگ تھیلیوں میں بند کرکے ہر تھیلی پر اس کے مالک کا نام لکھ دیتے پھر ان سب تھیلیوں کو ایک صندوق میں رکھ کر اس کو مقفّل کردیتے۔ پورے سفر میں جو کچھ خرچ ہوتا اس کو خود برداشت کرتے۔ ان لوگوں کو عمدہ عمدہ کھانے کھلاتے اور ہر طرح کی آسائشیں مہیا کرتے۔ فریضۂ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ پہنچتے تو ان سے پوچھ پوچھ

کر سب کے اہل وعیال کے لئے حسب منشاء تحفے تحائف خرید کر دیتے۔ سفرِ حج ختم کر کے گھر واپس آتے تو اس زمانہ کے حجاج کے دستور کے مطابق ان کے مکانات پر سفیدی وغیرہ کراتے۔ تین دن کے بعد تمام رفقائے سفر اور ان کے اعزہ واقارب کی پر تکلف دعوت کرتے اس سے فارغ ہو کر صندوق کھول کر ہر ایک کی تھیلی جس پر اس کا نام لکھا ہوتا تھا اس کے حوالے کر دیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ زندگی بھر ان کا یہی شعار رہا۔

۴۔ جود وسخا اور اہل حاجت کی امداد:

خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں علی بن حسن بن شقیقؒ سے روایت کی ہے کہ ابن المبارکؒ ہر سال فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کی کتابِ سیرت میں متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حد فیاض اور سیر چشم تھے اور اہلِ حاجت کی امداد کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے۔

ایک مرتبہ (غالباً) جہاد میں شریک ہونے کے لئے بغداد سے مصیصہ کی جانب روانہ ہوئے تو کچھ صوفیہ بھی ان کے شریکِ سفر ہو گئے۔ انہوں نے ان حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ حضرات کے نفوسِ قانعہ اس بات پر انقباض تو محسوس کریں گے کہ آپ کی خدمت میں کوئی سفر خرچ پیش کیا جائے پھر بھی زادِ راہ کی ضرورت سے بے نیاز رہنا ممکن نہیں۔ یہ کہہ کر ایک ملازم کو حکم دیا کہ ایک طشت لائے۔ وہ طشت لایا تو انہوں نے اس میں ایک معقول رقم رکھ دی اور اس کو ایک رومال سے ڈھانپ دیا۔ پھر ان حضرات سے فرمایا کہ ہر صاحب باری باری اس رومال کے نیچے ہاتھ ڈال کر جو کچھ مٹھی میں آئے لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، کسی کو دس درہم مل گئے کسی کو بیس یا اس سے کم وبیش۔ مصیصہ پہنچ کر فرمایا کہ یہ پردیس ہے اور ضروریات باقی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے بھی تقسیم کر لیا جائے۔ یہ کہہ ہر ایک کو بیس بیس دینار عطا کئے۔ (یہ تیرے پراسرار بندے)

ضروری مسائل

سجدۂ سہو کا بیان

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مسئلہ: سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ سجدۂ سہو نہ کروں گا تب بھی جب تک کوئی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ: چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اُٹھ کر اُس نماز کو پورا کرے اور سجدۂ سہو کر لے البتہ سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: دُعائے قنوت کی جگہ سبحانک اللھم پڑھ گیا۔ پھر جب یاد آیا تو دُعائے قنوت پڑھا تو سجدہ سہو کا واجب نہیں (کیونکہ کوئی خاص دعا واجب نہیں)۔

مسئلہ: وتر میں دُعائے قنوت پڑھنا بھول گیا سورت پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے (کیونکہ دُعائے قنوت پڑھنا واجب ہے)۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کر دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گیا کچھ ڈر نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں (کیونکہ قرأت کے طول کرنے کا اختیار ہے)۔

مسئلہ: فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت ملائی تو سجدۂ سہو واجب نہیں (کیونکہ سورت نہ ملانا واجب نہ تھا صرف سنت تھا)۔

مسئلہ: نماز کے اول میں سبحانك اللھم پڑھنا بھول گیا یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہیں پڑھا یا سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یاد نہ رہا یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھایا یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یونہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں (کیونکہ یہ سب چیزیں واجب نہ تھیں)۔

مسئلہ: فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا چپکے کھڑا رہ کر رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں (کیونکہ پچھلی دونوں رکعتوں میں الحمد پڑھنا صرف سنت ہے)۔

مسئلہ: جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدۂ سہو واجب نہیں بلکہ نماز پھر سے پڑھے اگر سجدۂ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ: جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد (اکیلا) بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہئے ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ جائے تو سجدۂ سہو لازم نہیں یہی اصح ہے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ: قرآن شریف میں سجدۂ تلاوت کے چودہ مقام ہیں جہاں کلام مجید کے کنارہ پر سجدہ لکھا رہتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھاوے سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلی کہے پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاوے بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا بہتر یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اول اللہ اکبر کہے پھر سجدہ میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جاوے اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہے اور سجدہ میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا نہ ہو تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے چاہے قرآن سننے کے قصد سے بیٹھا ہو یا اور کسی کام میں لگا ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو اسلئے بہتر یہ ہے کہ سجدے کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو۔

مسئلہ: جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لئے بھی یعنی وضو کا ہونا جگہ کا پاک ہونا بدن اور کپڑے کا پاک ہونا قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

مسئلہ: اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہیں اور اس نے اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرے عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینا چاہئے کبھی ادا نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کرے پھر باقی سورت پڑھ کر رکوع میں جاوے اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب بھی سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا ہو گیا لیکن گنہگار ہو گیا۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا ہمیشہ کے لئے گنہگار رہے گا اب سوا توبہ اور استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر فوراً رکوع میں چلا جاوے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتا ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا (اگر امام ہو تو مقتدیوں کی نیت بھی ضروری ہوگی یعنی ان کی بھی نیت کرنی ہوگی کہ اس رکوع میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرتا ہوں) اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کرے گا تو اسی سجدہ سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے اس صورت میں مقتدیوں کی نیت کی ضرورت نہیں بلا ان کی نیت کے بھی ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دُہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کر اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی بار پڑھ کر سجدہ کرے پھر اسی کو بار بار دُہراتا رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دُہرایا پھر تیسری جگہ جا کر وہی آیت پھر پڑھی اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دُہراوے اُتنی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھے تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اُتنے سجدے کرے۔ (بہشتی ثمر حصہ اول)

گناہ کے نقصانات

(۵) گنہگار کو اکثر کاموں میں دشواری پیش آتی ہے۔ (باقی آئندہ)

آج ہم لوگ زہر تو کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق اور علاج یعنی توبہ اور شریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں تو بھلا سوچیں کہ زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کی گولی سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک گناہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۱۰) دھوکا دینا۔

جو شخص دھوکا دے کر غلط نوٹ چلاتا ہے غلط بات کہہ کر مال بیچتا ہے کم تول کر پورا بتلاتا ہے اللہ بھی ایسا ہی معاملہ کرے گا مؤمنین کی طرح نور دے دیا جائے گا پل صراط سے گزرتے وقت نور چھین لیا جائے گا اور جہنم میں گر پڑے گا۔

(۱۱) عار دلانا۔

یعنی کوئی شخص پہلے کوئی گناہ کرتا تھا اب توبہ کرلی ہے پھر اس شخص سے کہنا کہ تو وہی تو ہے جو غلط دھندہ کرتا تھا چوری کرتا تھا اب ملا بن گیا ہے۔ مفہوم حدیث ہے عار دلانے والا شخص موت سے پہلے ضرور اس گناہ میں مبتلا ہوگا۔ (باقی آئندہ)

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بارے میں عقیدے

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

عقیدہ ۱: پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے، تمام نبیوں اور رسولوں میں سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے، اور آپ کے اخلاق نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مرتبہ بزرگی اور علم دیا ہے۔

عقیدہ ۲: اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی گزری ہوئی اور آئندہ آنے والی باتوں کی خبر دی ان میں جو باتیں آپ نے اپنی امت کو بتلائیں ان کو سچا ماننا اور یقین کرنا ضروری ہے۔

عقیدہ ۳: نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپ سب کے پیغمبر ہیں یہی مطلب ہے آپ کے ''خاتم النبیین'' ہونے کا۔

(باقی آئندہ)

مدینہ کی جدائی

کسی مجلس میں جب نعت شہ عالمؐ سناتے ہیں
فضائیں رشک کرتی ہیں فرشتے جھوم جاتے ہیں

شب معراج میں ختم رسلؐ کا مرتبہ دیکھو
جہاں کوئی نہیں پہونچا وہاں تک آپ جاتے ہیں

کوئی اعجاز تو دیکھے میرے قرآن ناطقؐ کا
لقب امیؐ ہے لیکن علم کا دریا بہاتے ہیں

اترتے ہیں فرشتے آسماں سے پاسبانی کو
چَرانے بکریاں صحرا میں جب سرکارؐ جاتے ہیں

یہ ہے شان نبوت چاند ہو جاتا ہے دو ٹکڑے
شہ کون ومکاں جب ہاتھ کی انگلی ہلاتے ہیں

ابل پڑتا ہے چشمہ بن کے برتن میں جو تھا پانی
شہ دیں انگلیاں جب ہاتھ کی اس میں لگاتے ہیں

لگاتے ہیں ہم سرمہ سمجھ کر آنکھ میں اپنی
مدینے پاک کی جس وقت بھی ہم خاک پاتے ہیں

میرا دشمن بھی منہ کو پھیر کر آنسو بہاتا ہے
میرے ہمدم مری جب داستاں اس کو سناتے ہیں

لرز جاتا ہے گلچیں، باغباں بھی سہم جاتا ہے
چمن اجڑا ہوا اپنا اسے جب ہم دکھاتے ہیں

مدینہ کی جدائی اب بہت ہی شاق ہے ثاقبؔ
نہ جانے کب تلک مولیٰ مجھے طیبہ بلاتے ہیں

حضرت اقدس مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی نور اللہ مرقدہٗ

اغراض ومقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وارا کین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو عصر تا فجر اجتماع منعقد کر کے اس میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جزوقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

43 Mulla Street, Pernambut - 635 810
E-mail: dawthulhaq@rediffmail.com Phone: 04171-231292

جواہر حکمت



آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

ایک وہ دن تھے محبت سے تھا لطف زندگی
اب تو نام عشق سے بھی سخت گھبراتا ہے دل

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ رحمۃ اللہ علیہ)